بازی اُلٹ گئی

آسیہ مظہر چوہدری

آسیہ مظہر چوہدری

بازی الٹ گئی

''ارے سنا ہے جمال نے ثمن کو طلاق دے دی ہے۔'' عمرانہ نے پاس بیٹھی فرحت کو بتایا تو وہ یہ سن کر اچھل پڑی۔

''نہیں' کیا' طلاق دے دی' لیکن کیوں؟'' فرحت نے جوابا'' آنکھیں پھاڑے پوچھا تھا۔

''اندر کی بات ہم کیا جانتے ہیں۔ جو سنا من و عن تمہیں سنا دیا۔''

''چلو۔ اچھا کیا اندر کی بات بھی پتا چل ہی جائے گی' لیکن یقین نہیں آتا۔'' وہ ابھی بھی بے یقینی کی حالت میں تھی۔

''یقین بھی آجائے گا۔'' عمرانہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ فرحت محض اسے دیکھ کر رہ گئی۔

''اچھا چائے پیو گی۔'' عمرانہ نے اس سے پوچھا اور کچن کی جانب جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم نے خبر ہی ایسی ظالم سنائی ہے کہ چائے پینے کا من نہیں کر رہا۔" فرحت کے لہجے میں دکھ تھا۔ عمرانہ نے جواباً اسے گھور کر دیکھا اور بولی۔

"اری او دکھیاری بی زیادہ جذباتی نہ ہو' چائے پینی ہے تو بتا' ورنہ میں اپنے لیے بنا لاتی ہوں۔"

"اچھا بنا لا۔" عمرانہ کچن کی جانب بڑھ گئی جبکہ فرحت دکھیاری پھر کسی سوچ میں ڈوب گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"میں کہتی ہوں' ثمن بتا دے کیوں چپ بیٹھی ہے' طلاق کیوں دی اس نے تجھے۔" ثمن جب سے آئی تھی چپ چاپ کمرے میں بند تھی' سب وجہ پوچھ چکے تھے' لیکن ثمن لب سیے بیٹھی تھی۔

"اماں جب کوئی وجہ ہے ہی نہیں تو کیا بتاؤں۔" آخر وہ جھنجلا اٹھی تھی۔

"تو ایسے ہی تجھ منحوس پر طلاق کا ٹھپا لگا دیا اس نے۔" اماں اس کی بے نیازی پر کھول ہی اٹھی تھیں' لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تھی۔

"دیکھ ثمن کچھ تو بتا' آخر اتنی بڑی بات بغیر وجہ کے تو ہو نہیں سکتی۔"

"ٹھیک ہے اماں تجھے وجہ چاہیے نا تو سن' لیکن سننے کی بھی ہمت رکھنا۔" اماں نے اسے حیران نظروں سے دیکھا تھا۔

"وہ کہتا ہے میں پیسے کی مشین بن جاؤں۔" آخر اس نے اگل ہی دیا۔

"کیا مطلب؟"

"اماں اتنی بھولی نہ بن سمجھ لے۔" وہ تلخی سے ہنسی تھی اور یہ سن کر اماں کا لگتا تھا سچ مچ ہارٹ فیل ہو گیا ہے۔

☆ ☆ ☆

"ہائے بہن بڑا ہی افسوس ہوا قسم سے سن کر۔" دوسرے دن ہی عمرانہ اور فرحت ثمن کے گھر آ موجود تھیں۔

"لیکن وجہ کیا ہوئی؟" فرحت نے کرید اتھا۔

"بس فرحت بہن کیا بتاؤں نصیب مارے ہوں تو بندے کا کیا قصور۔" اماں نے اک سرد آہ بھری اور پھر بولیں۔

"کم بخت نشہ کرتا تھا۔ نہ کام کا نہ کاج کا' الٹا ثمن کو مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ بس یہی وجہ تھی بہن (اماں پچ چھپا گئی تھیں۔ آخر سچ بولتیں تو بدنامی اپنی ہی ہوتی نا۔)" اماں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا تھا جبکہ پیچھے دروازے پر کھڑی ثمن اماں کی اس اداکاری پر داد دیتی رہ گئی تھی۔

"واہ اماں تو بھی کیا کمال کی اداکارہ ہے۔" وہ ہولے سے بڑبڑائی اور پھر ایک عجیب سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے واپس کمرے کی جانب مڑ گئی۔

"لیکن بہن یہ تو لو میرج تھی نا۔" عمرانہ بھلا کیسے پیچھے رہتی۔

"کیری مرچ۔" اماں نا سمجھی کے عالم میں بولیں۔

"ارے میرا مطلب محبت کی شادی کی تھی نا۔"

"اچھا ہاں بس اس وقت اس لڑکی کی عقل پر پردے پڑ گئے تھے جو اس کے جھانسے میں آ گئی' ہائے میری پھول سی بچی۔" اماں نے ایک دفعہ پھر رونا شروع کر دیا تھا جبکہ عمرانہ اور فرحت ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھتیں رہ گئیں۔

☆ ☆ ☆

ثمن اور جمال کی پہلی ملاقات' نازیہ (ثمن کی دوست) کے گھر ہوئی تھی۔ جمال نازیہ کے چچا کے کزن کا بیٹا تھا۔ نازیہ کا چچا سوتیلا تھا' لیکن پھر بھی ان لوگوں کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا تھا۔ جمال اور ثمن کی پہلی ملاقات نازیہ کی منگنی پر ہوئی تھی۔ پھر دوسری دفعہ ایک ہوٹل میں اور پھر ملاقاتوں کا سلسلہ بڑھتا گیا اور آخر کار یہ ملاقاتیں ایک زور دار محبت میں ڈھل گئیں۔ جمال ایف اے پاس ایک دفتر میں کلرک کے عہدے پر فائز تھا۔ ماں باپ کسی گاؤں میں رہتے تھے' لیکن یہ نوکری کی وجہ سے شہر میں رہائش پذیر تھا۔ شکل صورت اچھی تھی۔ کما بھی اچھا خاصا لیتا تھا۔

ثمن کے ماں باپ کو اور کیا چاہیے تھا۔ بس پھر جھٹ منگنی ہوئی پٹ بیاہ اور یوں ثمن اپنے تین کمرے کے مکان سے اٹھ کر دو کمرے کے فلیٹ میں آبسی۔ ثمن اس سب میں خوش تھی آخر محبت کا نیا نیا خمار جو چڑھا تھا۔ پورے محلے کو خبر تھی کہ محبت کی شادی کی گئی تھی، لیکن اب طلاق کا ہو جانا محلے کے لیے تعجب کی بات تو تھی۔

پورا محلہ افسوس کر کے گیا تھا اور ساتھ جھٹ پٹے قصے بھی، لیکن ثمن کو کوئی پروا نہ تھی اور اماں بھی اس کی لاپرواہی دیکھ کر خاموش ہو گئی تھیں۔ انہیں اپنی معصوم اور پھول سی بچی کی بات کا یقین جو آگیا تھا۔ وہ اس کے کمرے میں آئیں تو دیکھا ثمن بیڈ پہ بیٹھی ہزار ہزار کے نوٹ گن رہی تھی۔ اس نے اک نظر اماں پر ڈالی اور دوبارہ نوٹ گننے میں مشغول ہو گئی۔

"ارے تیرے پاس اتنے سارے نوٹ کہاں سے آئے۔" اماں نے حیرانی سے پوچھا تھا۔

"اتنے سارے! اونہہ اماں صرف دس ہزار ہیں یہ بھی چرا لے آئی، ورنہ وہ تو ایک پھوٹی کوڑی تک نہ دیتا۔"

"اور وہ جو دو تولے زیور اس نے ڈالا تھا وہ۔" اماں کو اب زیور کا غم کھائے گیا۔

"اوہو اماں بتایا تو ہے مجھے اتنا موقع نہیں مل سکا کہ کچھ اٹھاتی رات کو اس نے کہیں پھینک آنا تھا۔ بس میں عزت بچا کر بھاگ آئی۔" اس نے نوٹ گن کر پرس میں ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

"ہائے کیڑے پڑیں اسے، مرجائے ٹرک کے نیچے آئے منحوس مارا۔" اماں پھر بددعائیں دینا شروع ہو گئیں جبکہ ثمن اس ڈرامے سے تنگ آکر باہر نکل آئی تھی۔

"ارے ثمن ذرا کچن تو صاف کر دو۔" وہ باہر نکلی ہی تھی کہ آگے بڑی بھابھی نے حکم نامہ سنا دیا تھا۔

"بھابھی مجھے کام کرنے کی عادت نہیں ہے آپ کو پتا ہے۔" اس نے دو ٹوک کہا۔

"لیکن اب یہاں رہنا ہے تو کام تو کرنا پڑے گا۔" بھابھی نے دھمکی دی تھی۔

"واہ اری او سن یہ گھر میرے ماں باپ کا ہے تیرا یا تیرے شوہر کا نہیں۔ نہ تو میکے سے لائی ہے اس لیے یہ تڑی کسی اور کو دکھانا، سمجھی۔" اس نے نخوت بھرے لہجے میں کہا اور پیر پٹختی دوسری جانب بڑھ گئی۔ جبکہ بھابھی تو اس کے یہ تیور دیکھ کر جم سی گئی تھیں۔

☼ ☼ ☼

دن پر لگا کر گزر رہے تھے۔ ثمن کو آئے دو ماہ سے اوپر ہو گئے تھے۔ گھر والے جمال کو فون کر کر کے تھک چکے تھے، لیکن (باقی گھر والوں کو اصل کہانی کا ابھی تک پتا نہیں تھا) نہ جمال فون اٹھا رہا تھا اور نہ خود ان سے رابطہ کر رہا تھا۔ ثمن کا بڑا بھائی تین دفعہ اس کے آفس بھی ہو آیا تھا اور آفس کی زبانی پتا چلا تھا کہ جمال نوکری چھوڑ چکا ہے یہ صورت حال کافی کشیدہ ہو گئی تھی اور نہ اس معاملے کا کوئی سرا ہاتھ لگ رہا تھا، لیکن سارے معاملے میں صرف ایک شخص مطمئن تھا اور وہ تھی ثمن.....

جو عورتیں گھر بسانا نہیں چاہتیں وہ کوئی بھی معمولی سا بہانا بنا کر گھر کو اور خاص کر کے میاں بیوی کے رشتے کو توڑنے میں پل بھر نہیں لگاتیں، پھر چاہے انہیں طلاق ہو یا کچھ اور انہیں رتی بھر فرق نہیں پڑتا کیوں کہ انہیں گھر جو نہیں بسانا ہوتا، پھر کاہے کی پروا..... اور شاید ثمن کی سی، ایسی عورتیں ہوتی ہیں جنہیں نہ رشتوں کا تقدس پتا ہوتا ہے اور نہ لحاظ کا پاس۔ انہیں صرف اپنا آپ عزیز ہوتا ہے، عورت تو قربانی دے دے کر جیتی ہے اور زیادہ تر قربانیاں عورت کے حصے میں ہی آتی ہیں، لیکن کچھ عورتیں ثمن جیسی بھی ہوتی ہیں جنہیں صرف پیسہ، عیش و عشرت اور اپنا آپ ہی اچھا لگتا ہے، رشتوں کو نبھانا ان کی طرف سے جائے بھاڑ میں۔ انہیں صرف اپنے آپ سے ہی غرض ہوتی ہے بس.....

☼ ☼ ☼
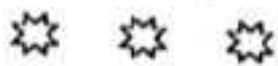
"جمال تم کہاں چلے گئے تھے، بتا بتائے۔" جمال

سب سے پہلے اپنے گاؤں آیا تھا۔

"اماں یہ بڑی لمبی کہانی ہے اور شاید یہ کہانی میری قسمت کی گرہ بھی کھول گئی ہے۔"

"کیا مطلب؟" اماں نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"اماں جس آفس میں میں کام کرتا تھا نا' وہ میرے بچپن کے دوست اکبر کے ابو کا ہے۔"

"کیا' رشیدہ کے بیٹے کا۔" اماں نے حیرانی سے پوچھا۔

"جی اماں۔ بس یہ سب مجھے اتفاقاً" پتا چلا اب اکبر چاہتا ہے' میں اس کے دبئی کے آفس میں بطور منیجر کام کرو' اسی سلسلے میں کراچی چلا گیا تھا اب سب کام نمٹ گیا ہے ایک دو ہفتے تک چلا جاؤں گا۔" اماں نے یہ سب سن کر اس کا ماتھا چوم لیا۔

"شکر ہے تیرا اللہ' تو نے ہم غریبوں کی سن لی۔" اماں نے فوراً" دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اس پاک ذات کا شکر ادا کرنے لگیں۔ جمال نے محض اماں کو مسکرا کر دیکھا۔

"اماں ثمن کا کوئی فون وغیرہ آیا یا نہیں۔" اس کے چہرے پر اب پریشانی کے آثار تھے۔

"نہیں کیوں؟" اماں نے غور سے اسے دیکھا تھا۔

"اماں وہ مجھ سے لڑ کے گئی ہے' آپ کو پتا تو ہے تھوڑی جذباتی ہے' میں منالوں گا۔" اس کے لہجے میں یقین تھا اور اس کے جواب میں اماں نے صرف ایک بات ہی کہی "یہ جو جذباتی پن ہوتا ہے نا یہ عورت کو تباہ کر دیتا ہے۔" وہ خاموش ہو گیا تھا۔

جمال کئی مرتبہ ثمن کے موبائل پر ٹرائی کر چکا تھا' لیکن اس کا فون پاور آف مل رہا تھا اس کا پرانا موبائل کہیں کھو گیا تھا جس میں ثمن کے گھر والوں کے نمبرز تھے۔ اب ان سے رابطہ کرتا تو کیسے کرتا' اسے پتا تھا۔ ثمن نے جان بوجھ کر موبائل آف کیا ہوا ہے اسے پتا تھا کہ ثمن کافی ضدی طبیعت کی مالک تھی۔

"میں اسے منالوں گا۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے مسکرایا تھا۔

☆ ☆ ☆

"ثمن تیاری کر لو کل سب ہم تمہارے ابا کے گاؤں جا رہے ہیں۔"

"نہیں وہ کیوں؟" اس نے جواباً" پوچھا تھا۔

"تمہارے بڑے تایا کے بیٹے کی شادی ہے' انہوں نے دعوت نامہ بھیجا ہے۔" اماں نے کہا۔

"تو پھر؟"

"کیوں تم نے نہیں جانا کیا۔" اماں نے پوچھا۔

"نہیں۔" وہ ترنت بولی تھی۔ اماں نے اک نظر اسے دیکھا اور بولیں۔

"چل جیسے تیری مرضی۔" اماں نے بھی زیادہ اصرار نہ کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"عمران کل دوپہر کو میرے گھر آجانا۔" ثمن نے رات کو اسے پیغام بھیجا تھا۔

"مگر تمہارے گھر والے۔"

"وہ شادی پہ گاؤں جا رہے ہیں' اگر ملنا ہے تو آجانا اور ہاں کوئی اچھا سا گفٹ بھی لے کر آنا۔" اس نے ساتھ ہی فرمائش کر ڈالی تھی۔

"ٹھیک ہے' پھر کل ملاقات ہوتی ہے۔"

"اوکے بائے۔" اس نے یہ کہہ کر فون کاٹ دیا تھا۔

اس نے سب کے جاتے ہی داخلی دروازے پر تالا لگا دیا تھا تاکہ یہ ظاہر ہو گھر میں کوئی نہیں ہے' عمران کو اس نے دو بجے کا ٹائم دیا تھا اور دو بج چکے تھے۔ اس نے گھر کی پچھلی سائیڈ والا دروازہ کھولا تھا۔ گھر کے پچھلی سائیڈ والی گلی ویران پلاٹ پر مشتمل تھی اس لیے عمران کو وہاں سے آتے جاتے کوئی نہ دیکھتا۔ وہ پوری تیاری کر کے بیٹھی تھی۔

سوا دو بجے پچھلے دروازے پر کسی نے ہلکی سی دستک دی تھی۔ اس نے فوراً" دروازہ کھولا۔ آگے عمران تھا۔ وہ اسے پچھلے کمرے کی جانب لے آئی تھی۔

"پورے پندرہ منٹ لیٹ آئے ہو۔" وہ مصنوعی ناراضی سے بولی۔

"یار تمہارے لیے گفٹ لینے چلا گیا تھا وہاں دیر

ہو گئی تھی۔"

"اچھا کیا لائے ہو۔" اس نے بے تابی سے پوچھا تھا۔

"اپنا دل۔" وہ لوفرانہ انداز سے بولا۔

"بدتمیز، بتاؤ نا"

"یہ لو خود دیکھ لو۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا شاپر اسے تھمایا تھا۔

"واہ، میک اپ کٹ۔" اس نے ڈبا کھول کر دیکھا اور خوشی سے چلائی۔

"پسند آئی۔"

"ہاں، بہت اچھا ہے۔" وہ مسکرائی تھی۔

"اچھا چائے پیو گے یا ٹھنڈا۔" اس نے میک اپ کٹ ڈبے میں ڈالا اور کچن میں جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کچھ نہیں، بس، تم میرے پاس بیٹھو۔" جواباً عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

"پہلے کچھ تمہاری خاطر مدارت کرلوں پھر۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا اور بڑے اسٹائل سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

"تمہاری خاطر مدارت یہی ہے کہ تم میرے پاس بیٹھو۔" یہ کہتے ہی عمران نے اسے زور کا جھٹکا دیا تھا اور وہ اس کے اوپر آگری تھی اور اچانک ہی کوئی کمرے میں داخل ہوا تھا ثمن کی نظر نوارد پر پڑی اور پھر اٹھنا بھول گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"ارے ٹیپو جا کر دیکھ دروازے پر کون ہے۔" کوئی بڑی دیر سے دروازہ کھٹکا رہا تھا۔

"دروازہ تڑوائے گا کیا۔"

"سن لیا اماں، تو تو کان کھا جاتی ہے۔" وہ کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔

"اماں کوئی جمال نامی مرد آیا ہے، ثمن باجی کا پوچھ رہا تھا۔" عمرانہ کے سر پر پہاڑ گرا۔

"جمال، ارے اندر بلا اسے، کم بخت۔" عمرانہ زور سے بولی تھی اور پھر ایک جھٹکے میں اٹھ کر پلنگ پر سیدھی بیٹھ گئی، کمر کا درد کہیں دور جا سویا تھا۔

"السلام علیکم! مجھے یہ معلوم کرنا تھا کہ ثمن کے گھر والے کہاں گئے ہیں، میں جمال ہوں، ثمن کا شوہر۔" وہ اس وقت عمرانہ کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا پوچھ رہا تھا۔ عمرانہ کو یہ سب سن کر اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"شش۔۔۔ شوہر، مگر ثمن۔" وہ منہ میں بڑبڑائی۔

"آپ نے کچھ کہا۔" جمال نے شائستہ لہجے میں پوچھا تھا۔

"نن۔۔۔ نہیں کچھ نہیں، آپ چائے پئیں گے یا ٹھنڈا۔"

"نہیں، کچھ نہیں، پلیز آپ کے پاس اگر ثمن یا اس کے گھر والوں کا نمبر ہے تو دے دیں۔" اس نے جواباً کہا تھا۔

"یہ شکل سے تو اچھا خاصا مہذب اور شریف دکھتا ہے اور پڑھا لکھا بھی لگتا ہے، مگر ثمن۔۔۔" اس نقطے پر آکر پھر اس کی سوچ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔

"پلیز مجھے ذرا جلدی ہے۔" وہ دوبارہ بولا تو وہ چونکی۔

"میرے پاس صرف گھر کا نمبر ہے، موبائل نمبر نہیں ہے آپ تھوڑا انتظار کرلیں، ابھی آتے ہی ہوں گے۔ کل کے گئے ہوئے ہیں۔" عمرانہ نے بھی شگفتہ انداز میں کہا۔

"لیکن امی، ان کا پچھلی گلی والا دروازہ تو کھلا ہوا ہے، میں سلیمان کے ساتھ گیند لینے پچھلے پلاٹ پر گیا تھا تو کسی آدمی کو پچھلے دروازے سے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔" ٹیپو کے بتانے پر جہاں عمرانہ چونکی تھی وہاں جمال بھی چونک گیا تھا۔

"اوکے باجی آپ کا بہت بہت شکریہ، میں جا کر دیکھ لیتا ہوں۔" اجازت لے کر وہ بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گیا تھا اور اس کے جانے کے بعد عمرانہ نے فوراً فرحت کو فون ملایا تھا۔

☼ ☼ ☼

"یہ ثمن نے تالا کیوں لگا دیا۔ دروازے پر۔" اماں نے گیٹ پر تالا لگا دیکھ کر کہا تھا۔

"وہیں گئی ہوگی۔" بڑا بھائی بولا۔

"تو اب کیا یہاں گرمی میں ہی سڑتے رہیں گے۔" اماں کو غصہ آگیا تھا۔

"اماں، میرے پاس پچھلے دروازے کی چابی ہے چلیں آجائیں سب۔" درمیانہ بھائی بلند آواز کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا اور اس کے پیچھے وہ سب۔۔۔۔

☼ ☼ ☼

دروازے پر کوئی اور نہیں جمال کھڑا تھا وہ یک دم ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی، لیکن اب دیر ہوچکی تھی کیوں کہ اب ابا، اماں، بھائی، بھابھیاں سب اس کمرے میں آگئے تھے۔ وہ سب بھی حیرت سے جمال کو دیکھتے اور کبھی اسے۔ وہ ہمیشہ کے لیے گر چکی تھی گندگی کی طرف پستی کی طرف دھڑم دھڑم نیچے، بہت نیچے۔ اس کی بساط الٹ چکی تھی۔ سب خاموش تھے، کوئی کچھ نہ بولا تھا۔ ابا کے کندھے اور جھک گئے تھے بھائیوں کی نظریں اور نیچے ہوگئی تھیں۔ بھابھیاں ایک دوسرے کو دیکھ کر معنی خیز سرگوشیاں کررہی تھیں اور اماں وہ تو پتھرا گئی تھیں۔ جمال وہ تو ساکت کھڑا تھا، بے جان، لیکن جب سکتہ ٹوٹا تو۔۔۔۔

"میں اب تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، ثمن میں، تمہیں طلاق دیتا ہوں" کہہ کر نکا نہیں تھا۔ نکل گیا تھا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ سب راز کھل چکا تھا اس عورت کی اصلیت سامنے آچکی تھی۔ اس عورت کو عورت کہنا تذلیل نہیں ہے عورت کی؟ عورت ایسی تو نہیں ہوتی۔۔۔ ثمن سر جھکائے کھڑی تھی۔ کبھی نہ اٹھانے کے لیے۔

☼ ☼ ☼

"میں کہتی تھی نا یہ ثمن کے لچھن ٹھیک نہیں، توبہ توبہ مرد کو طلاق کا پتا نہیں اور بیوی نے مشہور کردیا، طلاق دے دی۔ لڑائیاں تو ہر گھر میں ہوتی ہیں، لیکن جن عورتوں نے گھر نہ بسانے ہو وہ تو معمولی بات کو بھی رائی کا پہاڑ بنا لیتی ہیں، ایسی عورتیں کسی ایک کے پاس نہیں ٹکتیں۔ شکر ہے جمال کی جان چھوٹی۔" عمرانہ محلے کے ہر گھر جاکر ثمن نامہ بیان کررہی تھی۔ لوگوں کا اور کام ہی کیا ہے، پھیلتی بات کو اور پھیلانا۔

☼ ☼ ☼

"تو پیدا ہوتے ہی کیوں نا مرگئی ثمن مرجاتی تو اچھا ہوتا۔ ارے مجھے کیا پتا تھا میں ایسی لڑکی پیدا کرنے جارہی ہوں جو ہمارے لیے باعث شرمندگی ہوگی تو نے تو ہمیں جیتے جی ماردیا، مرجا گندگی کی پوٹ مرجا۔" باقی گھر والوں نے تو چپ سادھ لی تھی۔ صرف اماں ہی تھیں جو اسے کوس رہی تھیں، لیکن وہ ساکت تھی خاموش۔۔۔۔

"بس، تو ایک اور احسان ہم پر کردے تو یہاں سے چلی جا۔" اماں نے اسے حقارت کی نظروں سے دیکھا تھا۔ وہ تڑپ اٹھی تھی۔

"میں کہاں جاؤں گی اماں۔" سکتہ ٹوٹا تو سہم گئی۔

"مت بول اماں، میں تجھ جیسی بدکردار کی ماں نہیں ہوسکتی۔" ایک اور تیر اس کے دل میں کھبا تھا۔ وہ اپنے مقام سے اور نیچے گرگئی تھی۔

"رات گزار لے، صبح ہوتے ہی چلی جانا اور شادی کرلینا اپنے اسی یار سے جس کے لیے تو نے یہ سارا کھیل کھیلا، جمال جیسا ہیرا تیرے قابل تھا ہی نہیں۔" اماں چلی گئی تھیں اور وہ اس کے پاس تو کچھ بچا ہی نہ تھا۔ عزت بھی چلی گئی اور میک اپ بھی فرش پر بکھرا اپنی بدقسمتی پر رو رہا تھا۔ ثمن کی بازی اسی پر الٹ گئی تھی عورت کے پاس اور کچھ ہو یا نہ ہو عزت ضرور ہونی چاہیے۔۔۔۔

☼ ☼